اقبال کا فلسفۂ خودی اور فلاسفۂ مغرب

از

(جناب مظفر شاہ خاں صاحب ایم - اے)

علامہ کی شاعری، فلسفیانہ نکات کے توضیحی و تشریحی نوٹ ہیں ان کا پیامِ خودی درحقیقت ایک زبردست مابعدالطبیعاتی نظریہ ہے جو اس سے قبل مغربی فلسفہ میں مسئلہ ارتقا کے نام سے موسوم رہا ہے، اقبال نے اساسی طور پر تو اسی کی اتباع کی ہے مگر اس کو اسلامی رنگ میں پیش کیا ہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۔ اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ وَّنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ چنانچہ ان آیات کی تفسیر مولانا روم اس طرح کرتے ہیں۔

آمدی اول بہ اقلیمِ جماد — وز جمادی در نباتی اوفتاد
سالہا اندر نباتی عمر.... کرد — وز جمادی یاد نا ورد از نبرد
وز نباتی چوں بہ حیواں اوفتاد — نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد
جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں — خاصہ در وقتِ بہاراں ضیمراں
باز از حیواں سوئے انسانیش — می کشد آں خالقے کہ دانیش
ہم چنیں اقلیم تا اقلیم رفت — تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت
عقل ہائے اولینش یاد نیست — ہم ازیں عقلش تحول کردنیست
تا رہد زیں عقلِ پر حرص و طلب — صد ہزاراں عقل بیند بوالعجب

مثنوی مولوی دفتر چہارم

اقبال اپنے مرشد رومی کی طرح اس کے معتقد ہیں کہ انسان متعدد منازل طے کرتا ہوا اس حد تک انسانیت پر فائز ہوا ہے اور وہ ابھی برابر ترقی کر رہا ہے "ہم ازیں عقلش تحول کردنی ست" یہاں تک کہ وہ آئندہ ترقی کرتے کرتے ایک ملکوتی درجہ (فوق البشر) پر پہنچ جائے گا جو روحانیت و جسمانیت کا مجموعہ ہوگا اسی باعث وہ انسان کے مادی و جسمانی عنصر کو فانی اور روحانی کو ابدی تصور کرتے ہیں۔

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں   خاک ہونا ہو مقدر جس کا وہ گوہر نہیں

ہاں اس درجہ پر فائز ہونے کے لئے فرد کو کامل ہونا چاہئے۔ اس مرتبے کے حصول کا ذریعہ وہ خودی کو بتاتے ہیں، اس کی تربیت حیاتِ انسانی کا سب سے عظیم نصب العین ہے، انسان جس قدر اس کے حصول کی کوشش کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ اس مرتبے سے قریب تر ہوتا جاتا ہے اور ملکوتی صفات سے متصف! اور جس قدر اس سے دور ہوتا ہے اتنا ہی حیوانیت میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

علامہ کے ان دونوں نظریوں کی بنیاد فلاسفۂ مغرب کے عظیم ترین نظریہ "ارتقا" پر مبنی ہے! وہ اپنے اس نظریۂ ارتقا اور فوق البشر کی توجیہ خود ان الفاظ میں کر چکے ہیں۔

لیکن وہ (انسان) ابھی فرد کامل نہیں ہے "اگرچہ فی الحال ایسے افراد کا وجود ہمارے تخیل کے علاوہ دوسری جگہ نہیں پایا جاتا لیکن انسانیت کا تدریجی نشوونما اس بات کی دلیل ہے کہ زمانہ آئندہ میں افرادِ یکتا کی ایسی نسل پیدا ہوگی جو حقیقی معنی میں خلافت و نیابتِ الٰہیہ کی اہل ہوگی۔"

اقبال کا نظریہ تدریجی ارتقا اگرچہ بظاہر مغربی فلسفہ کے اثرات کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ برگساں اور نیٹشے سے کہیں پہلے اسے مرشد کامل (رومی) کے یہاں دیکھ چکے تھے چنانچہ وہ ڈاکٹر نکلسن کے موسومہ خط میں لکھتے ہیں "وہ انسان کامل کے متعلق میرے تخیل کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکا یہی وجہ ہے کہ اس نے غلط بحث کر کے میرے انسان کامل اور جرمن مفکر کے فوق الانسان کو ایک ہی چیز فرض کر لیا۔ میں نے آج سے تقریباً بیس سال قبل انسان کامل کے متصوفانہ عقیدے پر قلم اٹھایا تھا اور یہ وہ زمانہ ہے جب نہ تو نیٹشے کے عقاید کا غلغلہ میرے کانوں تک پہنچا تھا نہ اس کی کتابیں میری نظروں سے گزری تھیں" یہاں اقبال کے فرد کامل اور نیٹشے کے فوق البشر پر کوئی تاریخی بحث د نظر مقصود نہیں ہے بلکہ

جرمن مفکر اور ہندی مفکر کے نظریات پر تفصیلی نظر ڈالنا ہے۔

نیٹشے نے (Superman) نے برگسان ہی کے تخلیقی ارتقاء سے اپنے فوق البشر کو اخذ کیا ہے۔ برگسان کا نظریہ تخلیقی ارتقاء حقیقتاً اس کے "فلسفہ تغیر" کی ایک اہم کڑی ہے جس پر اس کے تمام فلسفیانہ نظریات کی عمارت کھڑی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

"حیات اپنی ترقی کی مناسبت سے بے شمار مظاہر میں رونما ہوتی ہے یہ مظاہر اپنے مشترکہ ماخذ کے لحاظ سے ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ جاوداں، پیہم دواں، ہردم جواں ہے زندگی (اقبال)

پھر بھی ایک دوسرے کے مخالف و متباین ہیں اسی وجہ سے انواع کا اختلاف بڑھتا ہی رہتا ہے بعض انواع کی ترقی مسدود ہو گئی ہے، بعض انواع رجعت کر رہی ہیں ارتقاء محض ایک استدراجی حرکت نہیں ہے۔ اکثر صورتوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ حرکت مسدود ہو جاتی ہے مگر اس میں انحراف اور رجعت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ترقی ہو رہی ہے" (برگساں)

اقبال کے فردِ کامل کی بنیاد بھی اسی تخلیقی ارتقاء پر ہے اس پر یقین رکھتے ہیں کہ "انسانیت کا تدریجی نشوونما اس بات کی دلیل ہے کہ زمانہ آیندہ میں افراد یکتا کی ایسی نسل پیدا ہوگی جو حقیقی معنوں میں خلافت و نیابتِ الٰہیہ کی اہل ہوگی" یہیں سے اقبال کے فردِ کامل اور نیٹشے کے فوق البشر کے مباحث کا آغاز ہوتا ہے لیکن برگسان کے تخلیقی ارتقاء نیٹشے کے فوق البشر اور اقبال کے فردِ کامل کے درمیان ایک اہم کڑی اور بھی ہے اور وہ فلاسفہ مغرب کا نظریہ حیاتیت Vitalism ہے جس کو اگرچہ مخصوص طریقے سے برگسان کے تخلیقی ارتقاء نے روشناس کرایا مگر الگزینڈر، ہنیڈ مارگن بھی اس کی اشاعت میں کافی حصہ لے چکے ہیں۔ البتہ ان کا نقش نقشِ ثانی ہے۔

ہاں البتہ برگسان اپنے ان دونوں نظریوں کے ماحصل کو مربوط نہ کر سکا، اس کے تخلیقی ارتقاء اور نظریہ حیاتیت میں ایک زبردست بُعد ہے اس لئے کہ برگسان حیات کی غایت اور مقصدیت (Teleology) کو تسلیم نہیں کرتا یا عمداً اس کے تجزیہ سے گریز کرتا ہے لیکن نظریہ حیاتیت اس کے برخلاف حیات کو بے مقصد قرار نہیں دیتا بلکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ حیات ارتقاء کے مدارج

طے کر رہی ہے اور اعلیٰ ترین منزل کی طرف جا رہی ہے نیٹشے برگسان کی طرح اس مضحکہ خیز غلطی میں نہیں پھنسا اس نے حیات اور تخلیقی ارتقا میں ربط پیدا کر سکے اس کی اس غایت کا جسے برگسان نامعلوم اور ناقابل علم کہہ چکا تھا پتہ لگا لیا وہ اس کی غایت فوق البشر (سپرمین) بتاتا ہے اس نے ارتقاء کی اعلیٰ ترین منزل کا تعین کر دیا اور یہیں سے برگسان نیٹشے سے علیحدہ ہو جاتا ہے کہ نیٹشے کے فوق البشر اور اقبال کے فرد کامل کی بنیاد حیات کی مقصدیت ہے۔

اے کہ از تاثیر افیون[1] خفتہ ای	عالم اسباب را دوں گفتہ ای
خیز واکن دیدۂ مخمور ۔۔۔۔ را	دوں مخواں ایں عالم مجبور را
حق جہاں را قسمت نیکاں شمرد	جلوہ اش با دیدۂ مومن سپرد

نیٹشے کا فوق البشر

فوق البشر کے متعلق نیٹشے کوئی مستقل نظریہ قایم نہ کر سکا، پہلے وہ کہتا ہے کہ اس کا مصداق صرف ایک شخص بن سکتا ہے اور نپولین کو وہ فوق البشر تسلیم کر لیتا ہے اور کبھی وہ واگنر کو فوق البشر یا بنی آدم کا معلم اعظم سمجھتا رہا لیکن کچھ عرصہ بعد اس کے خیالات پھر بدل گئے اور ۱۸۸۳ء میں جب کہ اس کے اس نظریہ کی کافی اشاعت ہو چکی تھی اس نے فوق البشر کے متعلق ان خیالات کا اظہار کیا

"آج دنیا جب کہ خود غرض ہو گئی ہے لوگ خطا بیں اور عیب جیں ہو گئے ہیں اور افراد انسانی قعر مذلت میں جا گرے ہیں، جدید نمونۂ انسانی، کے قیام کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ بہر کیف عہد حاضر میں ایسے تین نمونے موجود ہیں جو بہت دنوں تک آنے والی نسلوں کے لئے دلیل راہ اور مشعل ہدایت ہوں گے، یہ تین نمونے، روسو، گیٹے اور شوپنہار ہیں اول الذکر میں جوش و حرارت بہت زیادہ ہے

---

[1] افیون، متشایم فلسفۂ حیات *Pessimism* جو تصوف کے ہاتھوں تمام عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے
[illegible] لیپزگ میں ۱۸۱۳ء پیدا ہوا اور ۱۸۸۳ء میں وینس میں انتقال کیا وہ موسیقیت میں ماہر تھا مراد دونا سا اس کے مداح و قدرداں تھے۔ اس کا اصلی کارنامہ یہ تھا کہ اس نے ڈراموں کے راگ اور گیتوں میں اصلاح کی، واگنر کی موسیقیت نے نیٹشے کو اس کا مداح بنا دیا تھا اس لئے کہ نیٹشے عمر بھر موسیقیت کا شائق رہا:

اور عوام کو قابو میں رکھنے کی قوت ہے۔ ثانی الذکر ان چند اشخاص کے لئے دستور العمل کا کام دے سکتا ہے جو درمیانہ انداز سے رہتے ہیں اور جن سے عوام کو بدظنی ہے، آخر الذکر اپنے متبعین سے سخت محنت و مشقت کا طالب ہے، اس لئے وہ صرف محنتی اور جفاکش اشخاص کے لئے مشعلِ راہ بن سکتا ہے اور ان لوگوں کے لئے نہیں جو سوچتے رہتے ہیں اور کرتے کچھ بھی نہیں"۔

لیکن وہ اپنے اس نظریہ میں زبردست متشکک ہے وہ اپنے مسلک کی تفصیل نہیں کرسکتا، کبھی وہ فوق البشر سے اعلیٰ شخصیت مراد لیتا ہے اور کبھی "اعلیٰ صنف" مراد لینے لگا، لیکن اقبال متشکک نہ تھے اس لئے ان کا فردِ کامل نیٹشے کے فوق البشر کا کامیاب تتبع نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے نظریوں میں ایک بنیادی مماثلت ہے اور بس!

علامہ اپنے فوق البشر کو ہمارے سامنے اس طرح پیش کرتے ہیں کہ

نائبِ حق در جہاں آدم شود — بر عناصر حکم او محکم شود

علامہ چونکہ اسلام کے سچے پرستار تھے اس لئے برگساں یا نیٹشے کی طرح تردید مذہب کے ساتھ اپنے نظریوں کو پیش نہیں کیا ہے بلکہ مذہبی رنگ میں پیش کیا، خصوصاً فرد کامل کا نظریہ اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہ کی ایک زبردست صحیح عملی تفسیر ہے، حالانکہ نیٹشے ببانگ دہل کہہ رہا کہ "میں مسیحیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اس پر وہ بڑے سے بڑا جرم عاید کرتا ہوں جو ایک حاکم ایک ملزم پر عاید کرسکتا ہے، میں مسیحی مذہب کو دنیا کی سب سے بڑی بدکاری سمجھتا ہوں میرے نزدیک مسیحیت بہت بڑی لعنت، بہت بڑی ضلالت اور بہت بڑا انتقام ہے۔ (از نیٹشے)

نیٹشے کا فوق البشر اپنے اندر نسلی امتیاز رکھتا ہے، اقبال کا فوق البشر (فرد کامل) اس نسلی امتیاز سے بہت دور ہے، وہ مخلوق کا سچا رہنما ہوگا، ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تخصیص نہیں تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اس کا پیام اولیں ہوگا۔

اقبال اور نیٹشے کے فرد کامل اور فوق البشر کے ظہور کے شرائط۔

علامہ کہتے ہیں کہ اس فوق البشر کے ظہور کی پہلی شرط یہ ہے کہ بنی نوع آدم جسمانی اور دماغی

دونوں پہلوؤں سے ترقی یافتہ بن جائیں، اسی لئے انھوں نے مختلف صورتوں سے قوائے عملی اور عقلی کو ابھارا ہے، ان کا فرد کامل سب سے پہلے دستور الٰہیہ (شریعت اسلام) کی اطاعت کامل کا درجہ طے کرکے شعورِ ذات اور ضبطِ نفس کے اعلیٰ درجہ پر متمکن ہوگا، لیکن یہ فردِ کامل دستورِ الٰہیہ کی اطاعت کے بغیر شعور کامل کا حامل نہیں ہو سکتا، یہی شعورِ کامل اقبال کا نظریہ خودی ہے جس کی تشریح اقبال کی شاعری سے آئندہ اوراق میں نظر سے گذرے گی۔

نیٹشے کہتا ہے کہ موجودہ نسلِ انسانی سے ایک زبردست دل ودماغ والی امارت پسند جماعت پیدا ہونے والی ہے جو یورپ کے عوام پر حکومت کرے گی اس جماعت سے ایک خاص یوروپین قوم نمودار ہوگی جو سربرآوردہ (Higherman) کہلائے گی، اس قوم سے ایک نئی صنف پیدا ہوگی جو فوق البشر کے نام سے موسوم ہوگی؟ ایک جگہ وہ کہتا ہے کہ "موجودہ نسلِ انسانی ہمارا نصب العین نہیں بلکہ اس کی اعلیٰ صنف یعنی فوق البشر ہے"

"نوع انسان کی ایک بہترین اور قوی ترین صنف عالم وجود میں آئے گی جس کے خصوصیات وشرائط عامۃ الناس سے بالاتر ہوں یہی صنف فوق البشر ہوگی۔

"زبردست رہنماؤں اور ذی اختیار ہستیوں کے ہاتھ میں بنی نوع آدم کے خیالات وحسیات کی باگ ہونی چاہیے اگرچہ وہ ہمیشہ باہمی اختلاط وارتباط کے ذریعہ سے ان شخصیتوں سے بے نیاز ہونے کی کوشش کرتے رہیں گے، یہ زبردست ہستیاں ایک اور افراد انسانی کو نیک اخلاق کے لئے عقلمند بنائیں گی اور فوق البشر کی آمد کے لئے راستہ صاف کریں گے، یہ درحقیقت فوق البشر تک پہنچنے کے زینے ہیں" (از نیٹشے) اقبال اور نیٹشے کی اس اعلیٰ جماعت کے خصوصیات کیا ہوں گے؟ اقبال خود بتلاتے ہیں کہ فرد کامل یا نایب الٰہی دنیا میں انسانی ارتقا کی تیسری اور آخری منزل ہے، نایب (فرد کامل) اس زمین پر خدا کا نایب ہوتا ہے، وہ کامل خودی کا مالک اور انسانیت کا منتہائے مقصود ہے وہ دماغی اور جسمانی لحاظ سے حیات کا بہترین مظہر ہے"

پر دور وسعتِ گردوں یگانہ (فرد کامل) نگاہِ او بہ شاخ آشیانہ (آخری منزل)